نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۰ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۵ جولائی ۱۹۱۲ء | نمبر ۲۷

سکولوں کی کتابیں

اُردو

اُردو کی پہلی کتاب ۱ر

اُردو کی دوسری کتاب ۲ر

اُردو کی تیسری کتاب ۳ر

اُردو کی چوتھی کتاب ۴ر

رومن اردو کی پہلی کتاب ۲ر

رومن اردو کی دوسری کتاب ۳ر

رومن اردو کا قاعدہ کمنگ صاحب کا ۱ر

فارسی اُردو کا قاعدہ ۲ پائی و ۱ر +

سی بی ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات

شرح :- خرچ خوراک معہ فیس جماعت فی ماہ ۵ر اگر دو طالبعلم ایک ہی خاندان کے ہوں للعہ ۳ یا زیادہ للعہ کتب وغیرہ خرچ علاوہ ہوگا۔ کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں جن رکشا کرونول وکیرم وغیرہ ودیگر سامان مثل الماری میز کرسی وغیرہ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پر طیار ہوتا ہے قیمت رکشا للعہ سے ماعہ کرونول لعہ +

مزید دریافت حال کے لئے مینیجر صاحب اسکول ہذا سے خط وکتابت کریں +

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک . . . . . عہ

ہندوستان و پنجاب سے معہ محصولڈاک پیشگی . . . . . عا

ہندوستان و پنجاب سے معہ محصولڈاک مابعد . . . . . ہے

غیر ممالک سے معہ محصول ڈاک . . . . . ہے ۵

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی +

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	ے	صہ	ملے
چوتھائی کالم	صہ	ملے	للعہ
نصف کالم	ملے	للعہ	ۓعہ
پورا کالم	للعہ	ۓعہ	للعہ
پورا صفحہ	للعہ	سہ	ماہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا +

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں۔

نئی کتابیں

ہندمیں سنڈے سکول۔ من تصنیف ایڈورڈ وائے آئنٹ صاحب رومن اُردو صفحہ ۱۲۰ یہہ کتاب ہر ایک سنڈے سکول سپرنٹنڈنٹ اور اُستادوں کیواسطے ایک خاص قاعدہ عوام کے پڑھنے کے لئے۔ پر تاہم بچوں کو تعلیم دینے میں بڑا مفید آلہ۔ قیمت ۴ر و ۶ر و ۸ر +

صحت جسمی۔ من تصنیف قاضی پیر محمد۔ کو نہی۔ فارسی اردو قیمت ۴ر صفحہ ۴۱ یہہ نہایت مفید کتاب جو ہر ایک خاندان کے ساتھ رہنی چاہئے +

انجیل برنباس۔ من تصنیف عبدالاحد ازکاٹرہ کئی سال ہوئے کہ مشہور جعلی انجیل برنباس کا ترجمہ جو ۲۰۰ برس کے عرصہ تک غائب ہوگئی۔ پادری ہکیسن صاحب کی کوشش سے جرمن کے ایک کتب خانہ میں پائی گئی۔ اس کتاب کے حالات اس چھوٹے رسالہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ قیمت ۲ر +

مسیح کی تعلیم۔ من تصنیف ڈاکٹر جے۔ ڈبلیو۔ رابرٹسن صاحب جسکو ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹلی صاحب نے ترجمہ کیا۔ فارسی۔ اردو اور رومن بھی چھاپی گئی۔ قیمت ۴ر۔ اردو ۸ر۔ اور ۱۲ر +

یہہ کتاب نہایت ضروری ہے ہر ایک مسیحی کو چاہئے کہ اسکا مطالعہ کرے مسیح کی تعلیم کی اونچائی اور گہرائی کا ظہور ہے +

خاندانی فرائض۔ ۱۲۰ صفحے قیمت اردو ۴ر۔ ۸ر و ۱۲ر رومن ۸ر۔ اگر لوگ اپنے اپنے گھر کا انتظام اس کتاب کی ہدایت کے مطابق بناویں تو زندگی کی خوشی اور مبارکبادی بہت ترقی پذیر ہو جاویگی +

آخری بات کی ہدایت اس مضمون پر کہ ہر ایک آدمی اپنے گھر یعنی رہائش کا گھر رکھے اور کس طرح پاوے؟ کتاب کی قیمت صدہا گنی قیمتی ہے +

ویدک شائستگی۔ قیمت رومن اردو ۸ر +

ویدوں کی اصل۔ فارسی اردو قیمت ۱۰ر +

ذات وچار۔ فارسی اردو قیمت ۲ر +

جنرل گارفیلڈ صاحب کی سوانح عمری فارسی اردو ۳ر +

دائی گری۔ من تصنیف ڈاکٹر ایڈتھ براؤن صاحبہ ساکن لودیانہ۔ رومن اُردو عا۔ فارسی اردو عہ +

یہہ کتاب میڈیکل سکولوں اور ہسپتالوں میں ٹیکسٹ بک کے طور پر استعمال کیجاتی ہے۔ ہر ایک گھر میں اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اسلئے ہر ایک خاندان میں اس کی ایک جلد ہونی چاہئے +

ہدایت بیمارداراں۔ یہہ کتاب اس نیت سے تصنیف کی گئی کہ ہسپتال کے ملازموں کیلئے مدد دی جاوے۔ لہذا وہ ہر ایک ہسپتال اور میڈیکل سکول کے لئے سندی کتاب ہے۔ ہر ایک گھرانے میں ایسی کتاب فائدہ سے خالی نہیں رومن اردو قیمت عہ +

کتابوں کی فہرست مفت بھیجی جاتی ہے

یہہ کتابیں کرسچن بک سٹور لودیانہ معرفت پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب آنریری سکرٹری سی۔ ایل۔ ایس بذریعہ وی۔ پی یا نقد قیمت پر مل سکتی ہیں



فہرست مضامین

نور افشاں

لودیانہ جمعہ ۔ ۵ جولائی ۱۹۱۲ء

گلدستہ اخبار

کرنل سیر دیہادر نے شملہ میں دلچسپ لکچر دیا وہ جنگ کی قابل قدر برکتوں و فوائد پر تھا۔

بقول آپ کے جنگ بڑی مفید چیز ہے۔ ترقی کا راز ہے۔ فارغ البالی کا موجب ہے۔ ہر طرح قابل قدر ہے۔

کلکتہ میں کپاس کی قماربازی کی سزائیں ہائیکورٹ نے خارج کیں کہ خلاف قانون ہیں۔

کلکتہ میں دو بیمہ شدہ پارسلوں کا مال چرایا گیا مہریں ثبت تھیں۔ اس پر بڑی حیرت ہے۔

ہندی انتظامی اصلاحوں کا مسودہ ہوس آف لارڈز کی کمیٹی میں بھی بلا کسی ترمیم کے پاس کیا گیا ہے۔

پنجاب کے امتحان انٹرنس میں ۹ لڑکیاں بھی شامل تھیں۔ ۷ پاس۔ ہندو۔ مسلمان۔ پارسی ایک ایک عیسائی ہم۔

خوست کی بغاوت انجام بخیر ہوگئی۔ جہانداد خاں غلزئی وہاں سے بھاگ کر شملہ میں فریاد کو آیا ہے۔

وہ چاہتا ہے کہ گورنمنٹ انڈیا بیچ پڑکر امیر صاحب کو سمجھائے کہ اس کے لڑکے قید یا جائیداد ضبط نہ ہو۔

مسلم یونیورسٹی کے چندہ میں کامیابی ہے۔ ضابطہ و قواعد کی اصلاح پہ امید کہ قوم متفق ہوگی۔

اس کے بعد اسلامی ڈیپوٹیشن شملہ جائیگا۔ تاکہ کونسل کے اجلاس شملہ میں یونیورسٹی بل پیش کیا جائے۔

ڈہاکہ یونیورسٹی کا انتظام مکمل کر رہے ہیں دو ہزار طلبہ کی گنجایش فوراً مہیا کرینگے۔

چار کالج ماتحت ہونگے۔ ڈہاکہ کالج اور جگنناتھ کالج موجود اور دو کالج ڈہاکہ میں قائم کرینگے۔

شرح فیس اونچی نہ ہوگی۔ ڈے سکالر بھی داخل ہو سکینگے لا کالج کے الحاق پر اتفاق رائے نہیں ہے۔

دہلی کے جدید شہر راجدہانی کا رقبہ ۱۸۰ مربع میل ہوگا۔ اور آبادی کا اندازہ دو لاکھ کیا گیا ہے۔

یہ رقبہ پنجاب سے آزاد ہوگا۔ انتظام جوڈیشل کیلئے چیفکورٹ پنجاب جلد ہائیکورٹ بنائینگے۔

ہند و انگلینڈ کے درمیان پریس کے وئیر ٹو تار بھی بھیجے جائینگے۔ اُجرت فی لفظ ہم رہیگی۔

کلکتہ میں دو بنگالی پکڑے گئے دس دس کے چہ نوٹ بنک بنگال میں پیش کئے۔ وہ جعلی نکلے۔

یہ خبر غلط ہے کہ مسٹر میکالف نے گورو گرنتھ صاحب کے ترجمہ کے لئے ۵۰۰۰ روپیہ حاصل کیا ہے۔

گورنمنٹ پنجاب نے یہ رقم آپ کو دینی چاہی تھی۔ لیکن آپ نے قلیل سمجھ کر صاف انکار کیا۔

آپ کہتے ہیں کہ سولہ برس کی خدمت کے علاوہ دو لاکھ روپیہ خرچ ہوا پانچہزار کو کیا کریں۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے لئے نئی مسافر گاڑیاں منگوائینگے ۱۲۸۴۷۵۰۰ روپیہ منظور کیا گیا۔

نواب دیر نے خان برواکو مدت سے قید کر رکھا ہے۔ باجوری اُسکے چھڑانے کے درپے ہیں

ایک لڑائی میں قریب ایک سو کام آئے۔ اب پھر باجوری لوگ بزور حملہ کرنا چاہتے ہیں۔

پریسیڈنٹ یونشیکائی نے دو مرتبہ اپنا سکرٹری بھیجا لیکن وہ واپس آنے سے انکار کرتا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ عہدہ سے باز آیا۔ مستعفی ہوتا ہے۔

مجلس وزرات بہت پریشان حال ہو رہی ہے۔

جنگ ٹریپولی کے متعلق قسطنطنیہ سے خبر آئی معلوم ہوتا ہے کہ اٹلی زیادہ زور شور پہ آمادہ ہے۔

منچوریا کے صدر مقام موکدین میں بھی سرکشی پھیلی ہے۔ رات بھر گولیاں چلتی تھیں۔ آثار منحوس۔

اخبار کی بہار

جموں اور کشمیر کے درمیان ایک سڑک بنائینگے جس پر گاڑیاں چل سکیں گی اور بیگار کی شکایت نہ رہیگی۔

رعایائے کشمیر کی بہبودی کے لئے عنقریب ایک ٹیکنیکل سکول جاری کرینگے سرکار حضور نے حکم دیا۔

کشمیر میں دریائے جہلم کے پاٹ کی اصلاح جاری ہے قریب ایک لاکھ ایکڑ اراضی قابل کاشت نکل آویگی۔

برٹش پارلیمنٹ میں انتظامی اصلاحوں کا قانون پاس کیا گیا۔ اعتراضوں کا جواب دندان شکن تھا۔

تقسیم بنگالہ کی اصلاح اور راجدھانی دہلی کی مخالفت میں گسترہ تھی لیکن نیچا دیکھنا پڑا

ہندوستان کے سررشتہ معلومات تجارت کا جدید انتظام کرینگے۔ اس نئے تجارت کی ترقی نمایاں ہو۔

روسی قنصل جنرل کا صدر مقام بجائے بمبئی کے کلکتہ کو بدلینگے۔ یہ تجارت چائے کی بہبودیت کے لئے ہے۔

شہر بمبئی میں ہیضہ چھوٹا۔ سوموار کو آٹھ مرے۔ منگلوار کو پچاس۔ بدھوار ۱۱۹ زیادہ تر مسلمان ہیں۔

خوست میں صلح کے آثار ہیں۔ فسادی سردار جہاندار خاں مع ساتھیوں کے برٹش علاقہ میں بھاگ گیا۔

ٹریپولی کے اطالین کمانڈر نے خبر دی کہ زنزور کی حال کی لڑائی نہایت سخت تھی۔ جان توڑ کر لڑے۔

لاہور اور گجرات کے ضلعوں کے لئے بندوبست منظور ہوا ہے اور اکتوبر میں شروع کیا جائیگا۔

الہ آباد یونیورسٹی کا نیا سینٹ ہال تیار ہے اور جولائی یا اگست میں کھولا جائیگا۔

پونا کا ایک تار مظہر ہے کہ مسز ستیا بھاما بائی صاحبہ زوجہ مسٹر بال گنگادھر تلک پنجشنبہ کو بوقت نصف شب بمکان نرائن سیٹھ پونا میں انتقال کر گئیں۔ متوفیہ کی عمر پچاس سال تھی اور دو بیٹے اور تین بیٹیاں موجود ہیں۔

ریلوے بورڈ نے نومبر ۱۹۰۸ء میں حکام ریلوے جات سے یہ درخواست کی تھی کہ کانفرنس ریلوے ہند کی سفارشات کے مطابق ریل میں سفر کرنے والے مسافروں کی حفاظت کے لئے چند تدابیر عمل میں لاویں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ گاڑی کے اندر ایک سٹکنی یا قفل مہیا کیا جاوے کہ اس کو مسافران اندر سے بند کر لیا کریں۔ اس پر کانفرنس ۱۹۱۱ء میں بحث کی گئی اور ناممکن معلوم ہوا کہ ایسی سٹکنی تجویز کی جاوے جس سے ملازمین ریلوے باہر سے اور مسافر اندر سے بند کریں۔ اور کل شرائط پوری ہوں۔ یہ ناممکن ہے کہ گاڑی چلتے وقت دروازہ بند ہو جاوے۔ اور ٹھہرنے پر اندر سے خود بخود بند ہو جاوے یہ امر ناقابل عمل ہے۔ چونکہ گارڈوں اور مسافروں میں سلسلہ آمد و رفت کے ذریعہ اختیار کرنے اور گاڑیوں کے فٹ بورڈوں کے نکال ڈالنے سے ڈاکہ زنی اور سنگین جرائم موقوف ہو گئے۔ لہٰذا ریلوے بورڈ نے اول و دوم درجہ کی گاڑیوں میں قفل و سٹکنیاں مہیا کرنے کے احکام منسوخ کر دیئے ہیں۔

اہل اطالیہ نے عرصہ کے سکوت اور خاموشی کے بعد اب پھر حملے کرنے شروع کئے۔ پیدل فوج کی چودہ بٹالینوں اور رسالہ کی ایک برگیڈ نے کل باہر نکلکر حملہ کیا۔ اور دشت کے زرخیز قطعہ زنگار پر قبضہ کر لیا ہے۔

اطالیہ کے سرکاری مراسلہ میں بیان ہوا ہے۔ کہ بہت سخت جنگ ہوئی۔ اور بلند مقامات سنگینوں کے ذریعہ سے حاصل کئے۔ آخر میں ترکوں نے شکست کھائی۔ اور علاقہ زنگار کا ایک کنارہ فتح کر لیا کشتوں اور زخمیوں کا کچھ حال بیان نہیں ہوا۔

قسطنطنیہ جون ۲۰ کو گورنمنٹ اٹلی نے یہ حکم نافذ فرمایا ہے کہ ٹرکی سے تمام اہل اٹلی جو بہ پیشہ ڈاکٹری اور دیگر سخاوت کے کاموں مثلاً شفاخانوں میں بطور سسٹر کے اور یتیم خانوں میں کام کرتے ہیں۔ ایک دم ٹرکی سے چلے آویں۔ یہ کارروائی ٹرکی کی اہل اٹلی کو ملک بدر کرنے کے عوض میں ہے۔

پٹنہ میں نئی ہائیکورٹ کی عدالت بنانے کی تجویز درپیش ہے کلکتہ کے بیرسٹر اور وکیل آپس میں اختلاف رائے میں بنگالی اس تجویز کے مخالف ہیں لیکن اہل بہار اور وکلا اس پر بڑے خوش ہیں۔

۱۹ جون لفٹننٹ ہیگینس اور کپتان ڈی بولس فوجی ہوائی جہاز والے ایک ہوائی جہاز پر سے ۸۰ فیٹ کی اونچائی سے گر کر جاں بحق ہوئے اور ہوائی جہاز کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

اسی تاریخ ایک اور ہوائی جہاز دسلڈراف سے ہیمبرگ تک اڑا۔ اس میں پچیس مسافر سوار تھے۔ جن میں بحری افسر بھی تھے۔

ہمعصر سول اینڈ ملٹری نیوز مخبر ہے کہ گجرات اور کاٹھیاواڑ کے علاقوں میں جہاں قحط سالی پھیلی ہوئی تھی قریباً تین انچ بارش ہوئی۔ یہ خبر حقیقت میں مسرت آمیز ہے۔

۱۲ جون کی شام کو جی آئی پی ریلوے کے کیکوورہ اور ٹھگریا سٹیشن کے درمیان آندھی کے سبب ایک ٹرین کی آٹھ گاڑیاں سڑک سے الٹ گئیں۔ جان کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ صرف آٹھ آدمیوں کے خفیف چوٹ آئی۔ البتہ سڑک اور گاڑیوں کا بہت نقصان ہوا۔

بمبئی میں میڈیکل ایکٹ پاس کیا گیا اس سے بیدوں حکیموں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ ہوگی۔

ڈائمنڈ ہاربر کلکتہ میں ایک سخت ڈکیتی ہوئی ۵۰ مسلح ڈاکو آپڑے تھے۔ واویلا ہے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

احساس باطنی

نمبر ۶

آنکھوں سے دیکھکر ہم اپنے اردگرد کی چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور یہ بصارت ہی کے طفیل سے ہے۔ کہ رنگا رنگ اور انواع و اقسام کی خوبصورتی اور دلفریب اور دلکش صورتوں سے محبت کا جوش ہمارے دلوں کو بھرتا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ اسکے وسیلے سے ہم اپنے تمام کاموں کو درستی اور صحت کے ساتھ کرنے کے لائق ہیں۔ ناظرین کو اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھوں کے فوائد بتا کر آنکھوں کی قدر اور فضیلت کا بیان کیا جاوے۔ کیونکہ ہر کہ و مہ بخوبی واقف ہے کہ آنکھیں بڑی چیز ہیں اور اکثر اندھے لوگ یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ آنکھوں والو آنکھیں بڑی نعمت ہیں۔ اندھا آدمی عاجز اور لاچار ہوتا ہے اور آنکھ والا جہاں چاہے جا سکتا اور جو چاہے کر سکتا ہے۔ احساس باطنی یا روحانی میں بھی آنکھوں کی ایسی ہی ضرورت ہے جس کے بغیر انسان کی روحانی حالت جسمانی بیکسی اور لاچاری سے بھی بڑھ چڑھکر ہوگی۔ اس لئے روحانی بصارت اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اور یہ حس خدا نے ہمارے اول بابا آدم میں رکھی تھی جس کے وسیلے سے وہ دیدار الٰہی حاصل کرتا تھا اگرچہ اس کی گناہ اور نیکی و بدی کی شناخت کی آنکھیں بند تھیں پر اُس کی وہ بصارت قائم تھی اور اس ہی کے وسیلے سے وہ دیدار الٰہی سے مشرف ہوتا تھا۔ لیکن جب اُس نے نافرمانی کا گناہ کیا تو وہ بصارت اس کی جاتی رہی اور وہ گناہ کے سبب سے اندھا ہوگیا اور اس کے ساتھ دیدار الٰہی بھی اس کو نصیب نہ رہا۔ اور تب سے انسان اس روحانی حس سے محروم ہوگئے۔ اور روحانی عالم میں اندھے بنگئے۔ لیکن اب کلام الٰہی فرماتا ہے کہ اندھے دیکھتے لنگڑے چلتے اور غریبوں کو خوشخبری سنائی جاتی ہے۔

- لوقا ۷: ۲۲ -

ہمارا زمانہ

نمبر ۳

اگر دنیاوی طور پر ہم زمانہ کی تبدیلیوں پر لحاظ کرتے ہوئے نظر ڈالیں تو مفصلہ ذیل کی حیرت کی باتیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔

۱ اوّلاً۔ علم کی زیادتی گزشتہ زمانوں میں اگرچہ علم اس قدر عام نہیں تھا۔ لیکن تاہم بڑے بڑے عالم موجود تھے اور اُس کی عظمت کم نہ تھی۔ بڑی بڑی تصنیفات اسبات کی دلیل ہیں۔ مگر جو ترقی علم کی ہمارے زمانے میں ہوئی ہے وہ سچ مچ حیرت انگیز ہے۔ نہ صرف ایک ملک میں بلکہ تمام ملکوں میں علم کا چرچہ پھیلگیا ہے اور تمام ملکوں میں تحصیل علم کے لئے مدارس قائم ہوگئے ہیں۔ اور ہر ملک کے لوگ علمی پہلوؤں میں گوئے سبقت لے گئے ہیں حتی کہ اعلی تعلیم کے حاصل کرنے میں بھی ہر جگہ خاطر خواہ کامیابی ہوئی ہے۔ نہ صرف یہ حال ان ہی ممالک کا ہے کہ جہاں زیادہ ترقی اور سامان عیش مہیا ہیں بلکہ تمام ملکوں میں مدارس اور کالج اور یونیورسٹیاں قائم ہیں اور علم کا چرچہ عام ہوگیا ہے۔ اگرچہ اُس کے ساتھ علماؤں کی کثرت نے بے قدری بھی کردی ہے۔ اور آجکل ہمارے ملک کے بیچارے گریجوایٹس نوکری کی تلاش میں در بدر مارے پھرتے نظر آتے ہیں پر یہ محض ناتجربہ کاری اور کم ہمتی کی بات ہے جس کے سبب سے ایسی حالت نظر آتی ہے۔ ورنہ ممالک یورپ اور امریکہ کی طرح پر اگر ہمارے ملک کے لوگوں کے دماغ روشن ہو جاتے تو ایسی کم قدری ہرگز نہ ہوتی۔ بلکہ علم کے ساتھ اس کے بے شمار فوائد ان کو بھی حاصل ہو جاتے اور اُن کو حاصل ہو چکے ہیں۔ مگر ناتجربہ کاری اور کم ہمتی کی وجہ سے وہ باوجود علم حاصل کرنے کے تنگ دستی اور بیکسی کی حالت میں پڑے ہوئے دکھلائی دیتے ہیں۔ پر تو بھی رفتہ رفتہ یہ حالت تبدیل ہو جاویگی اور خود بخود فارغ البالی رونما ہوگی۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ علم رکھتے ہوئے انسان نیچی حالت میں گرے رہیں۔ بقول ایک فارسی شاعر کے :-

قلم گوید کہ من شاہ جہانم ۔ قلم کش را بدولت میرسانم

اس جگہ اسبات کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ ہمارے ملک میں بلکہ دیگر تمام ممالک میں مشنری صاحبان کی سخت محنتوں اور ان تھک کوششوں سے علم پھیلایا گیا۔ اگرچہ حکام وقت کی توجہ بھی اس طرف رہی ہے۔ لیکن خاصکر اس تحریک کے بانی مشنری صاحبان ہیں۔ جنکی سعی و محنتوں سے اب تک تمام ملکوں کو فائدہ علمی پہنچ رہا ہے۔ ادنے درجے کی تعلیم سے لیکر اعلی تعلیم تک کے لئے زر کثیر خرچ کر کے مشنری صاحبان نے علمی روشنی پھیلانے میں کوئی تکلیف اٹھا نہیں رکھی اور کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اگرچہ لوگ قسم قسم کی باتیں مذہب کے لحاظ سے بناتے ہیں۔ مگر سب اسبات کے قائل ہیں کہ انھوں نے مشنری صاحبان سے بہت علمی فوائد حاصل کئے ہیں۔ کروڑہا لوگ علم سے فیضیاب ہوگئے ہیں۔

ہمعصر اخبار عام ذیل کی تحریر ادنی اقوام میں عیسائی مشنریوں کے کام کی ترقی دیکھکر درج کرتا ہے جو قابل توجہ ہے۔ پر ہم بزور کہتے ہیں کہ جس روح کے ساتھ مشنری صاحبان کام کرتے ہیں وہ لیڈران قوم ہنود میں پائی نہیں جاتی تو وہ مشنریوں کی نقل کیونکر کر سکتے ہیں؟

ہندوستان کی دیسی عیسائی آبادی زیادہ تر احاطہ مدراس و ریاست ہائے ملابار میں ہے۔ یعنے ۸۰ فیصدی ہے۔ مدراس احاطہ میں تمام دیسی آبادی ستر فیصدی

آباد ہے۔ پنجاب میں دیسی عیسائی ایک لاکھ ۹۰ ہزار* ہیں حالانکہ دس سال قبل یہ ۳۷ ہزار تھے۔ مشنری پادریوں نے نیچ قوموں اور قحط زدہ لاوارث یتامیٰ کے پھانسنے میں زیادہ سرگرمی کا ثبوت دیا ہے۔ اور یہی دیکھکر ہندو لیڈران میں نیچ ذاتوں کے ابھارنے اور اُن سے ہمدردی کرنے کی توفیق پیدا ہوئی ہے۔ جبتک ہندو بھائی نیچ ذاتوں میں شامل ہیں۔ ان سے حقارت کی جاتی ہے۔ اور اُن کو نکار اور بےعزت کیا جاتا ہے۔ یہاں دینی دین اسلام یا عیسوی قبول کرکے رام نام سے بھی جدا ہو جاتے ہیں۔ بےتحاشہ مصافحہ کرتے ہیں۔ اور تمام برتاؤ نفرت اور ذلت کا جاتا رہتا ہے۔ لاہور کے کارخانہ ریلوے میں چند برس قبل سنا تھا کہ ایک آدمی کارخانہ والوں کی ٹٹیاں صاف کرتا تھا۔ اور اس کے دونوں لڑکے عیسائی بادمن کارخانہ میں ملازم تھے۔ جبتک وہ لڑکے اپنے والد کیساتھ میلا اُٹھاتے تھے۔ ناپاک سمجھے جاتے تھے۔ لیکن عیسائی ہوتے ہی کوٹ پتلون ڈوانٹ کر جب دفتر میں ملازم ہوئے تو کس کی مجال تھی کہ نظر حقارت سے دیکھتا۔ یہ پہلو واقعات کا شدت سے قابل غور اور سنجیدہ تھا۔ لیڈران سوسائیٹی کا فرض تھا کہ دور اندیشی سے پیدا ہوتے خاص حالتوں کے مقابلہ میں خاص تدبیریں درکار ہوتی ہیں۔ تعلیمیافتہ اور شریف ہندوستانی خبردار ہیں۔ وہ ایکا ایکی اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر مشنریوں کے بس میں نہیں آسکتے۔ لیکن نیچ ذاتوں میں مشنریوں نے خاطر خواہ میدان پایا ہے اور مناسب ہے کہ اُس کی حفاظت سے بےپروائی نہ کیجائے اگر شدھی سبھا کی تحریک پسندیدہ اور قابل قدر سمجھی جاتی ہے۔ تو اسی خیال سے ہے اور یہ خیال ایسا نہیں ہے کہ سرسری سمجھ کر ترک کیا جائے ہندی سول سروس کی شاہی کمیشن میں پنجاب کے سویلین افسروں کی ترقی پر بھی غور کیجائیگی۔ اسکی امید دلائی گئی ہے۔

*نہیں بلکہ دو لاکھ ہیں۔

اکثر باشندگان ہندوستان کیا ہی خواہ و معارفین بڑے زور شور کے ساتھ اس سوال کو اُٹھایا کرتے ہیں کہ ہندوستان دیگر ممالک کی نسبت بہت غریب اور تنگدست ہے پر جب ہم ہندوستان کی مالی حالت کا اندازہ کرتے ہوئے حالانہ دیکھتے ہیں کہ کروڑہا روپے کا اناج اس ملک سے باہر جاتا ہے۔ اور دیگر اشیا خوردنی و پوشیدنی اور مختلف قسم کے سامان عیش اور نفیس اعلیٰ چیزوں کی درآمد دیکھتے ہیں اور شراب اور دیگر نشی اشیا کی بھرمار کا نظارہ ہمارے سامنے آتا ہے اور کروڑہا روپے کا سونا ہمارے ملک میں کھپ جاتا ہے تو ہم بیساختہ مصور کرکب ہند کے ذیل کے بیان کے ساتھ حرف بحرف متفق ہیں"۔ ہندوستان میں اکثر اسبات کی شکایت رہتی ہے کہ لوگ بہت ہی غریب ہیں اور مشکل سے پیٹ بھر روٹی پاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے لوگ تنگی سے گزر کرتے ہیں۔ پر وہ کونسا ملک ہے جہاں ایسے لوگ پائے نہیں جاتے ہیں؟ تنگی اور تکلیف دنیا کے سب حصوں میں پائی جاتی ہے بعض لوگ مزے کرتے ہیں اور بہت سے تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ جبتک ہم دنیا میں ہیں یہی حال رہیگا۔ گو نیک اور لایق لوگ کوشش کرتے ہیں کہ لوگ آرام پاویں اور تکلیف کم ہوتی جائے۔ کل مال اور اسباب پر جو غیر ملکوں سے ہندوستان میں آتا ہے۔ سرکار پانچ روپیہ فی صدی محصول لیتی ہے۔ کپڑے کے اوپر جو ولایت سے ہندوستان میں آیا محصول میں ساڑھے چار لاکھ کی ترقی ہے۔ شکر پر آدھ لاکھ کی ترقی ہوئی اور تمباکو پر دو لاکھ کی۔ اسی طور پر دیگر چیزوں کے محصول پر ترقی ہے۔ اس اعداد شمار سے صاف ظاہر ہے کہ زیادہ حصہ لوگوں کا تنگی میں نہیں ہے"۔

یادِ رفتگان :- اس دنیائے فانی اور ناپائیدار میں کسی چیز کو قیام نہیں ہے۔ بلکہ سب کچھ جو نظر آرہا ہے سلسلہ رفتنی اور گزشتنی کے عجیب اثر کے نیچے دبا ہوا ہے۔ اور اسوجہ سے سب کچھ بطلان اور ہوا کی چران ہے ہمارا مطلب نہیں ہے کہ ہم اس مضمون کے متعلق بڑے بڑے نامی گرامی اور مشہور و معروف شہنشاہوں کا ذکر کریں۔ یا دنیا کے علما و فضلا کا اُن کی شہرت علمی کے لحاظ سے تذکرہ کریں۔ بلکہ ہماری غرض یہ ہے کہ ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے مبارک خادمان دین کی مبارک یاد کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ جو اپنی روشن اور مبارک زندگیوں کو اپنے منجی کی خدمت میں گزار کر اپنے ابدی آرام میں داخل ہوگئے۔

1. پادری مولوی امادالدین صاحب
2. پادری جی۔ ایل ٹھاکر داس صاحب
3. مسٹر اکبر مسیح صاحب مختار
4. مسٹر عبداللہ آتھم صاحب
5. پادری فتح مسیح صاحب
6. پادری گولک ناتھ صاحب

مندرجہ حاشیہ صاحبان بڑے سرگرم اور لایق و فایق خداوند مسیح کے مشہور خادم ہو گزرے ہیں جنکی یادگار دینی کتابیں ہیں جو انہوں نے دین عیسوی کی تائید میں نہایت عرقریزی اور محنت سے تحریر کیں جو صفحہ دنیا پر بطور شہادت کے موجود رہنگی۔ غیراقوام کے خاص و عام لوگ ان مندرجہ حاشیہ صاحبان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور تاہنوز اُن کی یاد اُنکے دلوں میں موجود ہے۔ جو کچھ ان کی قلموں سے نکل چکا ہے وہ دیرتک اثر پذیر ہوگا۔ اور اگر ان کی تحریرات کو مختلف ایڈیشنوں کے ذریعہ سے تازہ کیا جاتا رہیگا۔ تو آنیوالی نسلوں کیلئے بھی انکی بیش بہا تحریریں ایسی ہی مفید ثابت ہوتی رہنگی جیسی کہ اب ہمارے زمانے میں ثابت ہوئی ہیں ہمارے خیال میں یہ صاحبان مرد میدان اور دین کے معاملے میں بہرہ مند تھے۔ جنکے مقابلے میں مختلف مذاہب کے لوگوں نے پٹخیں کھائیں اور کامیاب نکلے اور انکا لوہا مانا۔ آجکل ہم کو افسوس آتا ہے کہ یہ خادمان دین تو اپنا دور پورا کرکے اپنے اجر کیلئے اپنے مالک کے حضور پہونچ گئے۔ پر انکی جگہیں خالی نظر آتی ہیں اور آئندہ نسل میں کوئی نظر

اقتباس

خیال ووہم کا زور

شہر فلیڈلفیا کے ایک مشہور ڈاکٹر نے ایک عجیب واقعہ کا تذکرہ ایک جلسے میں پیش کیا۔

ایک بنک گھر کا ایک کلرک تھا۔ موسم گرمی کا تھا۔ ہر وقت پسینا چوتا تھا۔ کام کی وہی کیفیت۔ گھٹنے میں نہیں آتا تھا وہ تھک کر چور ہوگیا تھا۔ ڈاکٹر کے پاس گیا۔ ڈاکٹر نے چند سوال کئے۔ اُس کے پھیپھڑے میں چلکنی لگا کر کان لگا کے جانچا اور تب جیسا ڈاکٹروں کا قاعدہ ہے سنجیدہ صورت بنا کر بولا کل میں تمہیں لکھ بھیجونگا۔

دوسرے دن ہی ڈاکٹر کا خط آن پہونچا۔ اس کا مضمون یہ تھا۔ کہ تمہارا دہنا پھیپھڑہ تو ختم ہوچکا ہے۔ اور کہ تمہارے جگر (دل) میں بہت گڑبڑ ہے۔ لہذا یہ صلاح ہے کہ اپنا دنیوی انتظام جلد کرڈالو ممکن ہے کہ چند ہفتے زندگی ہو مگر جو اپنے بھاری ضروری معاملات ہوں اُن کو طے کرنے میں دیر کرنا نامناسب ہوگا۔" یہ خط کیا تھا پھانسی کا فتویٰ تھا خط کے پڑھتے ہی یہ کلرک عالم پریشانی میں مبتلا ہوگیا۔ تاب وطاقت نہ تھی کہ دفتر جاوے۔ اور دوپہر ہوتے ہوتے سانس لینے میں رکاوٹ معلوم ہونے لگی۔ دم گھٹنے لگا اور جگر میں درد ہونے لگا کہ گویا کوئی کیل چبھ رہا ہے۔ دن بھر پلنگ پر پڑا رہا۔ اُٹھنے کی تاب نہ رہی۔ قریب آدھی رات کو موت کی سی غشودگی آنے لگی۔ تب اس کے عزیزوں نے فوراً ڈاکٹر کے پاس پیغام بھیجا۔

ڈاکٹر جب آیا نہایت حیرت میں ہوکر بولا۔

باقی دارد

مفید کہانی

عجیب بیان

ہمیں بہت سے واقعات جو دنیا میں وقوع میں آئے ہیں بذریعہ تاریخ کے معلوم ہوئے ہیں۔ لیکن ایک عجیب بیان جو خالق نے اپنی خلقت جمادات اور نباتات پر کندہ کیا ہے دریافت کرتے ہیں کہ جمادات جو زمین کی اتھاہ گہرائی میں ہیں۔ خالق نے کس زمانہ سے اس کو وہاں موجود کیا اور اسی طرح نباتات کو کہ کس وقت سے اُس کا وجود ہوا اور کیا کیا حادثے اس پر گذرے۔ اس تواریخ سے جو خدائے قادر کی خود قدرت کا اظہار ہے دیکھتے ہیں۔

بیان ہے کہ امریکہ میں ایک امریکن شخص کو درختوں کی زندگی یا عمر دریافت کرنے کا بڑا ہی شوق ہے۔ صاحب موصوف کے پاس ایک جنگل ہے جس میں کہ عرصہ دراز گذرا جنگلی آگ لگی اور اس جنگل کو جلا دیا پھر نئے سرے سے درخت نکلے۔ اور دو بڑے ٹھونٹھ صنوبر کے پُرانے قائم تھے۔ صاحب اُن کی عمر جاننے کے بڑے شائق تھے۔ کہ کب وہاں اُگے اور ابکیوں ٹھونٹھ کے کھڑے ہیں۔ غرض ایک دن سخت طوفان سے ان ٹھونٹھوں کے آس پاس کے درخت گرپڑے۔ صاحب نے اُن کو اس غرض سے کاٹنا شروع کیا کہ دریافت کریں کہ یہ کتنے عرصے سے یہاں اُگے ہوئے تھے۔ جب کاٹا تو اُن میں دائرے تھے۔ ان کے ذریعے دریافت کیا کہ کتنے دنوں کے ہیں۔ کیونکہ درختوں میں ہر سال مثل سالگرہ کے ایک ایک دائرہ ہوتا جاتا ہے۔ اور اسی کے ذریعہ اُنہوں نے اُن دو صنوبر کی عمر کو دریافت کیا کہ دونوں ۱۲۰ سال کے پُرانے تھے۔ اور یہ بھی ٹھ اور اُن درختوں کے ذریعہ جو اس زمین میں اُگے تھے بتلا سکتے تھے کہ کب اس جنگل میں آگ لگی۔ سینکڑوں برس گذرے ہوئے تک کی خبر اسی طرح اور درختوں کے ذریعہ بتلا سکتے ہیں۔

کیلیفورنیا میں سرخ صنوبر کا ایک بڑا بھاری جنگل ہے کہ اُس کے مقابلہ کا دوسرا نہیں ہے۔ اسی جنگل میں تین سو فٹ کا بلند اور بڑا بھاری درخت کاٹا گیا۔ اور اُس کے دائرے کے شمار سے دریافت ہوا کہ وہ درخت ۲۱۷۱ برس کا پُرانا تھا۔ وہ مسیح سے ۲۷۱ برس آگے اس جگہ اُگنے لگا تھا۔ اور پانچویں صدی کے بعد جنگلی آگ سے جلگیا۔ اس پر پھر چھال کے آنے اور داغ کے دور ہونے میں سو سال سے زیادہ کا عرصہ لگا تھا۔ یہ کل باتیں اس کے دائرے کے حساب سے معلوم ہوئیں۔ پھر بارہویں صدی میں جنگل جلا۔ اس بڑے درخت میں آگ لگی اور پانچسو سال میں اس پر چھال بھی اور داغ مٹا ہی تھا کہ انیسویں صدی میں جنگل پھر جلا اور اس بڑے درخت کو ۱۸ فٹ کی بلندی تک جلا دیا سنہ ۱۹۰۰ء میں جب یہ درخت کاٹا گیا۔ عنقریب ایک صدی گذر گئی تھی۔ پر جلے ہوئے کا داغ تھوڑا ہی مٹا تھا۔

خدا نے کیسے عجیب طور سے اپنی قدرت کاملہ کی تواریخ کو اُن پر کندہ کیا ہے۔ اور انسان کو اُن بھیدوں کے دریافت کرنے میں کیسی دانائی اور فہم عطا فرمائی ہے۔

رفیق النسواں

مراسلات

مسیح میں قایم زندگی

گزشتہ سے پیوستہ

انگور کے درخت اور اُسکی ڈالیوں کی مثال اب ہم انگور کے درخت اور اس کی ڈالیوں کی مثال پر غور کریں اس سے ذیل کی خاص باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

(۱) پھل لانے کے لئے ڈالی کا درخت میں قایم رہنا ضروری ہے۔ کاٹی ہوئی ڈالی پھل نہیں لا سکتی ہے۔ اسی طرح پھل لانے کے لئے شاگرد کا مسیح میں قایم رہنا ضروری ہے۔ تم مجھ میں قایم رہو اور میں تم میں جس طرح ڈالی اگر انگور کے درخت میں قایم نہ رہے تو اپنے آپ سے پھل نہیں لا سکتی اسی طرح تم بھی اگر مجھ میں قایم نہ رہو تو پھل نہیں لا سکتے۔ یوحنا ۱۵: ۴

(۲) پھل لانا شاگرد ہونے کا ثبوت ہے۔ میرے باپ کا جلال اسی سے ہوتا ہے۔ کہ تم بہت سا پھل لاؤ۔ جب ہی تم میرے شاگرد ٹھہروگے یوحنا ۱۵: ۸۔

(۳) پھل راستبازی کے کام ہیں۔ راستبازی کے پھل سے جو یسوع مسیح کے سبب سے ہے بھرے رہو تاکہ خدا کا جلال ظاہر ہو اور اُس کی ستائش کیجائے فلپیوں ۱: ۱۱۔ راستبازی کے کاموں میں سب سے افضل کام روحوں کو بچانا ہے۔

(۴) انگور کا حقیقی درخت میں ہوں اور میرا باپ باغبان ہے۔ اور جو ڈالی مجھ میں ہے اور پھل نہیں لاتی اسے وہ کاٹ ڈالتا ہے۔ اور جو پھل لاتی ہے اُسے چھانٹتا ہے تاکہ زیادہ پھل لائے یوحنا ۱۵: ۱-۲۔ دیکھو کاٹنے اور چھانٹنے میں بڑا فرق ہے۔ وہ جو پھل نہیں لاتے راستبازی کے کام نہیں کرتے کاٹے جاتے ہیں۔ وہ سوکھی ڈالی کی طرح دوزخ کی آگ میں جھونک دیئے جاوینگے یوحنا ۱۵: ۶۔

(۵) اگر جو پھل لاتے ہیں۔ وہ چھانٹے جاتے ہیں۔ کہ زیادہ پھل لائیں خدا کے بندے جو راستبازی کے کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان پر بھی تیز چھری چلائی جاتی ہے۔ جب خدا ہم کو چھانٹتا ہے ہم کو بڑی چوٹ لگتی ہے ہم روتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ چھانٹنے والے کی چھری ہمارے دل پر سے ہٹ جائے۔ مگر باغبان جو ہمارا باپ ہے۔ اس چھری کو ہٹاتا نہیں۔ ہم چھانٹتے وقت روتے تو ہیں مگر ہم پر دیکھتے ہیں کہ ہماری زندگی میٹھے میٹھے پھلوں سے لدی ہوئی ہے۔

(۶) جب ڈالیوں میں درخت کا رس جاری رہتا ہے تو ڈالیاں جیتی رہتی اور پھل لاتیں ہیں۔ اگر کسی طرح سے کسی ڈالی میں درخت کی زندگی کی آمد رُک جاتی تو وہ ڈالی سوکھ جاتی ہے۔ اسی طرح شاگرد جب ایمان سے مسیح میں پیوستہ رہتا ہے تو مسیح کی زندگی اس میں داخل ہو کر اسمیں زندگی ڈالتی اور اسی زندگی کی وجہ سے وہ راستبازی کا پھل لاتا ہے۔ مگر یہ زندگی اگر اُس میں نہ ہو تو سوکھی ڈالی کی طرح وہ ظاہرًا درخت میں لگا و رہتا لیکن درخت کے ساتھ اس کا باطنی لگاؤ نہ ہونے سے پھل نہیں لا سکتا۔ مسیح کے ساتھ شاگرد کے اس باطنی لگاؤ ہی کا نام مسیح میں قائم زندگی ہے

باطنی لگاؤ کا بھید۔ یہ باطنی لگاؤ حقیقت میں اس کی محبت میں قایم ہونے سے ہوتا ہے۔ خداوند فرماتا ہے کہ جیسا باپ نے مجھ سے محبت کی ویسے ہی میں نے تم سے محبت میں قایم رہو یوحنا ۱۵: ۹۔

اگر تم میرے حکموں پر عمل کروگے تو میری محبت میں قایم رہوگے جیسے میں نے اپنے باپ کے حکموں پر عمل کیا ہے اور اُس کی محبت میں قایم ہوں یوحنا ۱۵: ۱۰ اور دیکھو ۱۴: ۱۵ و ۲۱ و ۲۳ - ۱۵: ۱۴ متی ۷: ۲۴۔

باقی آئیندہ

کنسٹنڈراد سے ہنگری تک ریل نہ بنیگے۔ ایک ریل سکندر گلو سے کرتول تک ابھی۔

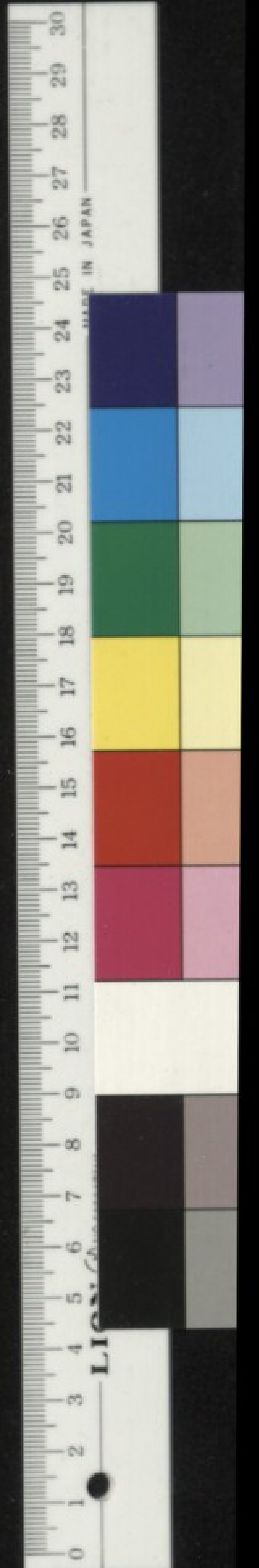
یاں تک ہو دل میں شوق محبت کا اقتضا
رہ رہ کے چھیڑ کرتے ہیں لو ہمنشیں سے ہم

اخبار نور افشاں مطبوعہ ۱۴ جون ۱۹۱۲ء کے پرچے میں بعنوان کوئی اردو ناول مضمون شایع ہوا ہے۔ جو کہ میرے [illegible] کی ضد میں لکھا گیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مسٹر گل نے ٹھنڈے دل سے میرے جواب پر غور نہیں کیا اور بہت جلد لفظ غلط فہمی سے طیش میں آگئے۔ جناب من اگر میں نے غلط فہمی کا لفظ لکھ دیا تھا تو آپ کو برا کیوں لگا۔ کیا بسا اوقات ایسا نہیں ہوتا کہ انسان غلط فہمی سے کسی سوال کو اُٹھاتا ہے اور پھر کسی درمیانی وقت میں اگر خود بھی اس کا معتقد ہو جاتا ہے۔ بزرگ اوریجن کی طرف خیال کیجئے جنہوں نے ایک آیت کی غلط فہمی سے الٹا نتیجہ اخذ کیا تھا۔ مگر کیا ہوا آپ خود سمجھ لیجئے۔ باقی رہا یہ کہ میں نے آپ کو اس سوال کا معتقد گردانا عزیز من یہ تو آپ کی ہی خوش فہمی ہے۔ ورنہ میری تو کسی تحریر سے ایسا ثابت نہیں ہوتا۔ میں آپ کو مجبور کرتا ہوں کہ آپ پھر میرے جواب پر غور کیجئے۔

آپ نے جو تحریر کیا ہے۔ کہ مجھے آپ کی تحریر مثال سے تل برابر بھی اتفاق و تسلی نہیں۔ آخر کیوں؟ کیا آپ نے میری تحریر اور مثال کا ارتداد کیا ہے جو اب مجھے سنانے بیٹھے ہیں۔ میں بلا دلیل کیسے مان لوں۔ میں تو یہی کہونگا کہ ع

غلط است آنچہ مدعی گوید۔

یہ تو آپ سے نہ ہو سکا۔ مگر ایک چال آپ کو نئی سوجھی۔ وہ کیا؟ کہ مجھ پر الٹا اور مثالوں اور دلیلوں کا بوجھ رکھ دیا۔ اور آخر میں دھمکی کیا دی کہ جب ان کا ارتداد ہو جائیگا تو آئیندہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے زیادہ ترتیب اور وضاحت سے دکھلائیں گے۔ گویا موجودہ مثالیں اور دلائل آپ کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہیں۔ آئیندہ فن مناظرہ کا جوہر کھلیگا عزیز من اب بھی سہی اور آئیندہ بھی سہی۔ مگر صاحب من



اتنی تو اُمید کرتا کہ مجھے آپ سے رکھنی چاہئے کہ میرے دلائل کا از تعداد اور اپنی حجت کا ثبوت - آیا خیال شریف میں - اس کے ساتھ ہی ایک اور بات بھی میں آپ کو سمجھائے دیتا ہوں کہ فزیکل مثالوں اور دلیلوں سے بعض حالتوں میں روحانی باتیں ثابت نہیں ہوا کرتیں - اور بعض حالتوں میں آتی ہیں یعنی یہ قاعدہ مستثنےٰ ہے - کلیہ نہیں - آئیے اب میں آپ کی دلائل اور مثالوں کا ازالہ کروں - مگر اسی قاعدہ میں جیسا کہ میں نے آپ کے گوش گزار کیا ہے -

مثال اول کے جواب میں میں اتنا عرض کئے دیتا ہوں - کہ گولا آتشی اگرچہ زمین پر گر کر خود پاش پاش ہو جاوے یا کوئی اور طاقت اُس کو پاش پاش کر دیوے - مگر کسی صورت میں آپ اس کی ہستی سے انکار نہیں کر سکینگے - یہ سچ ہے کہ گولہ کی سابقہ حالت نہیں رہیگی - اب وہ گولہ گولہ نہیں - ایک دوسری طاقت نے اُس کو منتشر کر دیا - مگر اجزا ترکیبی کی خاصیات کو پاش ہو جانے نے زائل نہیں کر دیا - اس کی صورت کو تشکیل بدل ڈالا پس مبدل شدہ صورت کو آپ گولہ ہی کی صورت کہیں گے یا کچھ اور -

مثال دوم میں جو آپ نے بینا اور نابینا کا ذکر کیا ہے - یہ آپ کی خوش فہمی ہے - آپ نے دیکھنا صفت بنی قرار دیا ہو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہی ہے تو کیوں آپ تاریکی میں نہیں دیکھ سکتے - آپ کے دیکھنے کے لئے روشنی کی کیوں ضرورت ہے؟ جناب من جب تک ہماری آنکھوں کو روشنی نہ پہونچے ہم دیکھ نہیں سکتے - کیونکہ روشنی کو کلیہ طور سے ہمارے اندر دخل نہیں جتنی روشنی آنکھوں کے ذریعے ہمارے اندر پہونچے گی - ہم دیکھینگے - اور جب ہماری آنکھوں میں کوئی خرابی پیدا ہوگی - تو چونکہ روشنی کے اندر جانے کا ذریعہ نہ رہا انسان اندھا ہو گیا - اب وہ جو پہلے دیکھتا تھا اپنی اندرونی روشنی سے بلکہ بیرونی روشنی سے جو آنکھوں کے ذریعہ اُسکے اندر داخل ہوتی تھی - اب اس بحث سے بینائی کے جذب یا خارج ہونے کا تو کوئی مسئلہ باقی نہ رہا اور نظر کا انحصار روشنی پر موقوف ٹھہرا - اور اگر بینائی کی طاقت کو روک کا تو کسی دوسری طاقت نے جب وہ زائل ہو جائے گی - تو پھر دیکھنے کا سلسلہ شروع ہو جائیگا - مثلاً بہت آدمی ایسے ہیں کہ جن کی بینائی کی طاقت کسی وجہ سے کم ہو گئی اور ڈاکٹر نے اس خرابی کو دور کیا - وہ پھر صاف دیکھنے لگ گئے کیونکہ ان کے اندر روشنی کا دخل ہونے لگ گیا - اب آپ غور کیجئے کہ مثال آپ کی آیا یہیں چسپاں ہو سکتی ہے یا نہیں

مثال سوم جو آپ نے لیمپ کی دی ہے - اس میں آپ نے مغالطہ کھایا ہے - لیمپ روشن ہے آپ اُس کو بجھا دیں یہ اب روشنی کی دوسری صورت پیدا ہوگئی - روشنی کمرے سے خارج نہیں ہوئی - اس کے اجزا ترکیبی اسی لیمپ کے اندر جو آپ کی میز پر پڑا ہے موجود ہیں جب آپ اُسے دیا سلائی لگا دیں تو پھر حالت سابقہ نمودار ہوگی - اور روشنی اپنا کام کریگی آپ کے کمرے میں روشنی باہر سے داخل نہیں ہوگی - بلکہ اسی لیمپ سے جس کو آپ دیا سلائی لگائی -

مثال چہارم بھی آپ کی اسی قسم کی ہے - دروازہ بند کرنے سے کمرے میں فوراً تاریکی ہو جائے گی - اور ساتھ ہی آپ کی نظر کی حالت بھی بدل جائیگی - اور چونکہ روشنی کی دوسری حالت سے آپ کی نظریں مانوس ہو چکی ہیں - اب آپ کو علم نہ رہیگا کہ روشنی وہاں موجود ہے یا نہیں -

بعض انسان سوال کرتے ہیں کہ زمین جب گھومتی ہے تو کیوں ہمارے گھر بھی گھومتے نظر نہیں آتے - کیوں ایک گھر کا دروازہ دوسری طرف نہیں ہو جاتا - اب کوئی اُن بھلے مانسوں سے پوچھے کہ جب زمین اور گھر گھومینگے تو تم ساتھ نہ گھومو گے وہی حالت غیر تم پر بھی طاری نہ ہوگی - جو مکانوں پر ہوگی پس عزیز من ان روشنی کی مثالوں میں ہمارا ایسا ہی حال ہے -

باقی جو آیات آپ نے پیش کیں ہیں - اُن کا تعلق ان دلائل اور مثالوں سے کچھ نہیں وہ بحث علیحدہ ہے - جو ضرورت کے وقت درمیان آ سکتی ہے - مگر ابھی تو آپ کا سوال زیر بحث ہے - میں پھر کہتا ہوں کہ صفات روح ازلی ہمارے اندر اب تک موجود ہیں - گو گناہ کے سبب سے اُن کی صورتیں بگڑ گئیں - اور جیسے بجھا ہوا لیمپ دیا سلائی کے بغیر نہیں جل سکتا اسی طرح ہمارے روحانی کام خداوند مسیح کے بغیر بحال نہیں ہو سکتے - ہماری پرانی انسانیت حقیقی حالت کی اک بدلی صورت ہے - جسے بجز مسیح کے اور کوئی اصل نہیں بنا سکتا - زیادہ آداب ضرورت ہوئی تو پھر یاد فرمائیگا -

راقم دینی لودیانوی -

پادری ایم - ایل - ہیرس صاحب

واقعے - جون سن حال کے نورافشاں میں جناب پادری ایم ایل ہیرس صاحب نے ہمارے پیش کردہ سوال پر اپنے خیالات نورافشاں میں تحریر و ظاہر کئے ہیں - کمترین نہایت عاجزانہ اور مودبانہ طور پر عرض کرتا ہے -

آپ نے تحریر فرمایا کہ صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی - تا وقتیکہ موصوف نیست و موقوف نہ ہو جاوے اور اس دلیل پر آپ کافور کی مثال پیش کرتے ہیں -

(۱) پادری صاحب مہربانی سے آپ یہ تو بتلا دیں - کہ کافور شئے مفرد ہے یا مرکب؟

(۲) اگر آپ کافور کو کسی ظرف میں رکھیں تو فرض کروں اگر ظرف میں سے کافور اُڑ جاوے تو کیا ظرف بھی قائم نہ رہیگا؟

(۳) فرض کیجئے زید کے سر پر بہت خوبصورت اور گھنے بال پیدائش کے وقت ہی سے موجود ہوں پر کسی درمیانی وقت میں سر میں گنج ہو جاوے - حتی کہ تمام بال گر گرا دیوے تو ایسے کو آپ بے سر والا سمجھیں گے - یا محض گنجا -

(۴) پادری صاحب دیکھئے ۲ تمتاؤس ۲/۱ میں مرقوم ہے کہ اُن کا کلام خورہ کی طرح کھاتا چلا جائیگا -

آپ کو جناب پادری اسکاٹ صاحب کی تفسیر یاد

ہوگی یعنی خرہ ایک کیڑا ہوتا ہے جو بیل وغیرہ کی دم میں پیدا ہوجاتا ہے۔ اور دم کے بالونکو بالکل گرا دیتا ہے۔ حتی کہ دم ایک ٹنڈ سے اور سونٹے کی صورت میں رہجاتی ہے۔

(۱) بعینہ انسان کا حال گناہ کے سبب ایسا ہی ہوگیا ہے
(۲) البتہ صحت کے امکان سے خالی اور خارج نہیں۔ یہ بات دیگر ہے۔

۵ انسان مرکب بالذات اور اشیا ہے۔ یعنے جسم اور روح سے۔ جسم فانی ہے اور روح غیرفانی ہے۔ اب آپ بتلاویں کہ کافور کی نسبت جسم سے ہے یا روح سے؟

نیز یہ بھی واضح رہے کہ صفات روحی اور ہیں اور صفات جسمی اور ہیں۔ جناب عالی آپ شریر اور بد انسانوں کی بعض عمدہ باتوں کی کیا مثال دیتے ہیں۔ ہم تو شرارت کے سوجہاد ربانی میں دیکھتے ہیں کہ وہ نوری فرشتوں کی صورت میں ہوکر کیا جمال ظاہر کرتا ہے۔

چنانچہ مسیح الربنا نے کہا میں جانتا ہوں تو کون ہے؟ خدا کا قدوس۔

۶ نیک و بد کی امتیاز شیطانی تجربہ ہے۔ اس اختصار سے آپ سمجھ جائینگے کہ ہمارا کیا مطلب ہے۔

۷ البتہ نا خیروں کے تو ہم بھی قائل ہیں۔ خواہ نیک ہوں۔ یا بد۔

۸ بعض بعض جسمانی امراض ایسے لاحق ہوتے ہیں۔ جو جسم کے بعض حصوں پر اپنا ایسا اثر کرتے ہیں۔ جن سے خاص خوبی اور جوہر بالکل مٹ جاتا ہے۔ تاہم موصوف قائم رہتا ہے۔ مثلاً آنکھ میں موتیا بند ہوجانے سے آنکھ کی قوت بینائی ضایع ہوجاتی ہے۔ تو بھی آنکھ ویسی ہی کھلی رہتی ہے۔

دوئم۔ پاؤں یا ہاتھ میں اکثر کوئی ہوا یا بیماری ایسی لگ جاتی ہے کہ جس سے حرکتی طاقت بالکل معدوم ہوجاتی ہے۔ پر عضو بظاہر ویسا ہی موجود اور قائم رہتا ہے مثلاً مفلوج کا بیان۔

اب اگر ہمارے خیالات کی صداقت کو آشکارہ کرنے اور زیادہ دلجمعی حاصل کرنے کے لئے ثبوت کلامی کی ضرورت معلوم و منظور ہو تو ذیل میں دو آیات نقل کرتے ہیں۔

کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں (زبور ۵۳)
کوئی راستباز نہیں ایک بھی نہیں (رومی ۳)

میرے خیال میں اس سے یہ مراد نہ لینا چاہئے۔ کہ صفات مذکور سے قاصر ہونے میں انسان کی استعدادیں مسدود ہوگئیں بلکہ یہ ان استعدادوں کا کمال ضایع ہوگیا۔ زیادہ آداب عرض۔ راقم آپ کا پسندیدہ گل

کلام خدا کی کیا ضرورت ہے؟

لکچر نمبر ۱

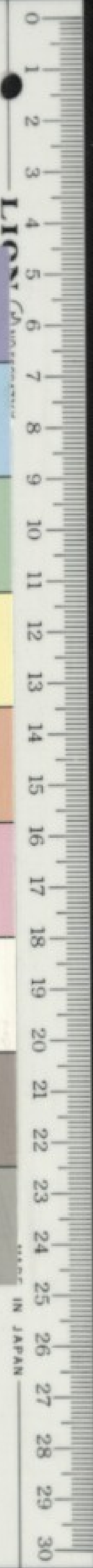
۲۵ و ۲۸ تاریخ۔

جو مڈل سکول نصیر آباد دسمبر ۱۹۱۲ء میں سنایا گیا

اس جہان میں انسان جو اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اور دنیا کی تمام مخلوقات سے اعلٰے اور افضل بنایا گیا ہے۔ وہ اسباب کو ضرور مدنظر رکھتا ہے کہ خدا نے ہماری ہدایت اور رہنمائی کے واسطے ضرور بالضرور کوئی نہ کوئی الہامی کلام بخشا ہے جس سے ہم اس جہان میں راستی پاکیزگی اور نیکی کے ساتھ چل سکتے ہیں۔ ہاں یوں تو خدا نے ہر فرد بشر کو دل منصف عطا فرمایا ہے جس سے وہ کچھ نہ کچھ نیکی اور بدی میں تمیز کرسکتا ہے۔ مگر عقل انسانی ایسی کامل اور بے خطا نہیں جس کے وسیلے سے وہ کامل طور پر راہ راست پر چل سکے اور بے خطا رہ سکے۔ جب ہم شروع میں آدم پر خیال کرتے ہیں کہ وہ پاک اور بے عیب بنایا گیا تھا اور اگر وہ اپنی اصلی حالت پر رہتا اور گناہ میں گر نہ پڑتا تو میری سمجھ میں اُسکو کلام آلہی کی ضرورت نہ ہوتی جیسی کہ ہم لوگوں کو اب ہے۔ کیونکہ خود خدا ہر روز اس کیساتھ ساتھ رہتا تھا اور کلام کرتا تھا پس اُسی حالت میں تحریری کلام آلہی کی ضرورت انسان کو ضرور نہی ہوتی۔ مگر اب تو گناہ کے باعث انسان کے خیال اور تصور بگڑگئے اور اس لائق نہیں رہا کہ کامل طور سے خدا کی شریعت کو سمجھا ہے بلکہ گناہ کے باعث وہ ایسی حالت میں ہوگیا کہ صحیح راہ اب نہیں پہچان سکتا ہے بلکہ ادھر اُدھر ڈھونڈھتا پھرتا ہے۔ کہ حق راہ کیا ہے؟ مگر شکر خدا کا کہ اس نے اپنی بڑی رحمت سے انسان کو ایسی ہی حالت میں نہ چھوڑا بلکہ اپنے کمال فضل سے اپنا کلام انسانوں کو بخشا جو اس جہان میں اس کا پیشوا اور رہنما ہو اور ہدایت آلہی کو معلوم کرکے اس پر درستی سے چل سکے اور خدا سے میل کرسکے اور اس سے محبت پیدا کرسکے۔ یہ صرف کلام آلہی سے ہوسکتا ہے بنا اس کے نہیں ہوسکتا ہے۔ ہم مسیحی لوگ یہ مانتے اور ایمان رکھتے ہیں کہ بائبل یعنے کتاب مقدس خدا کا کلام ہے۔ اور اس کے سوائے دوسرا اور کوئی کلام خدا کہلانے کے قابل نہیں ہے۔ خدا نے پہلے نبیوں کے وسیلہ اپنا الہامی کلام اپنے الہام سے ہم کو بخشا اور پھر رسولوں کے ذریعہ سے الہام کے وسیلہ اپنی مرضی ظاہر کی تاکہ انسان اس پر غور کرنے سے گناہوں سے توبہ کرکے اور خدا پر ایمان لاکر نجات حاصل کرے اور ابدی عذاب سے بچ کر مسیح سے نجات حاصل کرے۔ اسبات میں کوئی کلام نہیں کہ جب خدا کی طرف سے انسانوں کو کلام آلہی ملنا ضرور ہے۔ تو وہ ضرور بالضرور اس کو ہمیں بخش دیگا۔ جبکہ یہ دیکھتے ہیں کہ خدا ایسا رحیم اور کریم ہے کہ جو کچھ ہمیں ضرورت ہو وہ روز بروز اپنی مہربانی اور بڑے فضل سے عنایت کرتا رہتا ہے۔ تو کتنا زیادہ اگر ہم کو کلام آلہی کی ضرورت ہے تو وہ نہ دیگا؟

اب یہ سوال لازم آتا ہے کہ ہم کو کلام آلہی کی کیا ضرورت ہے؟ اس کی ضرورت کو محسوس کرنے کے واسطے ابھی ہم خاص تین باتوں پر غور کرینگے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کلام آلہی کی انسان کو بڑی ضرورت ہے۔

اوّل۔ کلام آلہی اس واسطے ضرور ہے کہ دینی حقانیت



انسان کو بخوبی معلوم ہو جاوے اور ایک پختہ سند ہمارے پاس ہو جاوے۔ اگرچہ انسان مانتے ہیں کہ نیکی اور بدی کی سزا اور جزا ہے اور کہ دوزخ اور بہشت ہے۔ جو نیک ہیں وے سب بہشت میں جاوینگے۔ اور جتنے بد ہیں وے سب دوزخ میں جاوینگے۔ مگر ان باتوں کی تصدیق کیونکر ہو کہ باتیں فی الحقیقت سچی اور برحق ہیں یا غلط ہیں اور اس کی صداقت کے واسطے کلام الٰہی کی بڑی ضرورت ہے کہ ہاں یہ باتیں سچی ہیں۔ اور کلام الٰہی سے انسان کے دل پر پوری مُہر ہو جاتی ہے۔ اور یہ خدا کا کلام ہی ہے جس کے ذریعہ سے ہم کو سچائی کی پہچان ملتی ہے۔ اور جب تک کلام الٰہی کی طرف سے صداقت نہ ملے تب تک دین حق میں شبہ رہتے ہیں اور پورا فیصلہ سچائی کا ظہور میں نہیں آسکتا ہے۔ پس دین حق کی سچائی کے واسطے کلام خدا کی انحد ضرورت ہے۔ کیونکہ سارے جھگڑوں کا فیصلہ جو دین کے مطابق ہوں وہ سب کلام حق سے فیصلہ کئے جاتے ہیں۔ اور اس کی بنا اور کوئی طریقہ صداقت کو ثابت کرنے کا نہیں ہے۔

دویم۔ نہ صرف کلام حق کی ضرورت اس واسطے ہے کہ اس کی گواہی دین کے معاملوں میں ضرور ہے۔ بلکہ ایک اور سبب ہے۔ جس کے باعث کلام حق کی ضرورت ہے یعنے کلام الٰہی کی ضرورت اس واسطے بھی ہے۔ کہ انسانی غلطی اور خطا سے بیچارہ ہے ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ انسان گناہ کے باعث بھول اور خطا کرنے والا ہے۔ اور دین کے معاملوں میں جب تک الٰہی ہدایت نہ ہو وہ بھول اور خطا کر سکتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ انسان اپنے کاروبار لین دین۔ بات چیت میں کتنی غلطی اور خطا کرتا ہے۔ اور بھولجاتا ہے اور بہت دفعہ اپنی بھول اور نادانی پر پشیمان ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو اچھا ہوتا۔ ہم بھی اپنے اپنے دلوں میں خیال کریں کہ ہم لوگ روز بروز اپنے کام کاج میں کتنی غلطی اور چوک کرتے ہیں۔ پس جبکہ انسان اپنے کاروبار لین دین میں اتنی چوکتا ہے تو خدا کی باتوں اور آسمانی باتوں میں کتنی بھاری بھول نہ کرتے اور سچائی کی باتوں کے تحقیق کرنے میں بھی بھاری بھول کرتے۔

اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ انسانوں نے بنا کلام الٰہی کے کتنی بھاری بھاری بھول کی ہیں۔ اور کس قدر گناہ کر کر اپنے کو تباہ کیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں بنا کلام الٰہی کے لوگ ہر طرح کی بت پرستی قبر پرستی کرنے لگ گئے ہیں اور سچے اور زندہ خدا کو چھوڑ کر ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزوں کی پرستش کرنے لگ گئے ہیں اور یہاں تک عقل خراب ہو گئی کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوقات کی ہر ایک چیز کو خدا بنا کر پوجنے لگ گئے ہیں اور جوں جوں زمانہ گزرتا گیا توں توں لوگ زیادہ بدی اور گناہ میں بڑھتے گئے اور خدا اور سچائی سے الگ ہوتے گئے۔ پس صاف ثابت ہے کہ بنا خدا کے کلام کی ہدایت کے انسان راہ راست پر چل نہیں سکتا اور کہ عقل انسانی اس کام کے لئے کافی ووافی نہیں ہے۔ اور انسان اپنی عقل پر تکیہ کر کے راہ راست پر نہیں چلسکتا ہے۔ اور کہ بنا کلام الٰہی کے بار بار دھوکھا کھاتا اور گناہ میں گر پڑتا ہے۔ اگرچہ انسان نے اپنی عقل سے بہت سی راہیں نکالی ہیں اور چاہا کہ خدا کی ہستی کو دریافت کریں اور زمین و آسمان کی باتوں کو معلوم کریں۔ مگر نہ کر سکے۔ بلکہ جتنی کوشش حق کے دریافت کرنے میں کی۔ اتنی ہی دور وہ سچائی سے الگ رہے۔ پھر گناہ کی پہچان کرنے میں بھی انسانوں نے بھاری بھول کی ہے۔ گناہ اور پاکیزگی میں جتنا امتیاز کرنا لازم ہے۔ اپنی عقل سے نہ کر سکے۔ بلکہ بعض لوگوں نے بدی کو نیکی سے بدل دیا یہاں تک کہ نیکی کو بدی اور بدی کو نیکی کہا اور یوں روز بروز زیادہ اندھیرے میں پڑ گئے ہیں۔ اور ایسا کرنے سے ہر طرح کی بطالت اور گندگی میں گر کر اپنے کو تباہ کیا ہے اور کوئی ایسا پیشوا ان کو نہ ملا کہ جو سچائی انکو بتلاوے اور راہ راست پر لا سکے۔ پس معلوم ہوا کہ انسان بنا کلام الٰہی کے غلطی اور خطا کرتے ہیں۔ اس واسطے انکو حق کا کلام درکار ہے۔ اور یہ حق کا کلام کتاب مقدس ہے۔ جس کو ہم سب مسیحی مانتے اور ایمان رکھتے ہیں۔ جس میں تلایا گیا ہے کہ گنہگاروں کا ایک ہی بچانے والا ہے۔ اور وہ خداوند مسیح ہے جو اس پر ایمان لاتا وہ ضرور بچ جاوے گا۔ وہ خود فرماتا ہے کہ "راہ حق اور زندگی میں ہوں" پس بنا خداوند مسیح کے ہم نہ خدا کو پہچان سکتے اور نہ سچائی کی راہ جان سکتے ہیں۔ اب ہر فرد بشر کو واجب اور لازم ہے کہ خداوند مسیح کو قبول کرے۔ اور کلام الٰہی کی باتوں پر جو اُس کی زبان مبارک سے نکلی ہیں۔ ایمان لاوے اور ابدی ہلاکت سے بچکر ابدی زندگی حاصل کرے

ایک اور بات غور طلب ہے کہ انسان کا دل گناہ کے باعث ناپاک ہے۔ اگرچہ وہ کیسا ہی عالم فاضل ہوشیار اور دانا کیوں نہ ہو۔ دل کی ناپاکی کے باعث وہ اکثر گناہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور اپنی ہوشیاری سے وہ گناہ سے بچ نہیں سکتا ہے یا یوں کہو کہ اس کا علم اور ہوشیاری اس کو گناہ سے بچا نہیں سکتی ہے۔ قدیم زمانہ کی تواریخ سے روشن ہے کہ بڑے بڑے عالم اور فاضل ہو گذرے ہیں۔ مگر وے بھی گناہ سے بچ نہ سکے۔ اور سچائی کی پوری پہچان تک نہ پہونچے۔ بلکہ انہوں نے بھی گناہ کیا۔ اور خطا میں گر گئے۔ اب صاف معلوم ہو گیا۔ کہ انسان کی آگاہی کے واسطے کتاب مقدس ضرور اور درکار ہے اور بنا اس کے حق کی راہ نہیں پہچان سکتے ہیں۔

سیوم۔ جب عقل انسانی دینی سچائی کے جاننے کیواسطے کافی نہیں۔ تب ضرور ہے کہ کلام الٰہی ہو۔ جس سے دین کی ساری باتیں اور خوبیاں معلوم کر سکے۔ پہلے ہم اس بات پر ذرا غور کریں کہ انسان جو خطاکار اور گناہ آلودہ ہے۔ وہ کس طرح اس گناہ سے بری ہو جاوے اور غضب ابدی سے بچ جاوے۔ اور اس کو یقین ہو جاوے کہ میں بچ گیا مثلاً اگر ہم کسی انسان کا گناہ کریں اور جب تک وہ جسکا گناہ ہم نے کیا ہے۔ اپنے مونہہ سے نہ کہے کہ میں نے تیرے قصور کو معاف کر دیا ہے۔ تب تک وہ

معلوم نہیں کرسکتا ہے۔ کہ میں نے معافی پائی ہے یا نہیں۔ ضرور ہے کہ جسکا گناہ یا قصور کیا ہے۔ قصور کرنے والا اس کے منہہ سے سنے کہ میں نے تجھ کو معاف کیا ہے۔ تب وہ جس نے قصور کیا ہے۔ اپنے میں معلوم کرتا ہے۔ کہ جس کا قصور میں نے کیا تھا۔ اُس نے مجھ کو معاف کیا اور تب وہ اپنے دل میں پوری تسلی حاصل کرتا ہے۔ کہ میں اب معاف کیا گیا ہوں اسی طرح گنہگار انسان کا حال ہے کہ جب تک خدا کی طرف سے کلام آلہی کی معرفت اس کو خبر نہ ملے کہ تو جو گنہگار ہے کس طرح تیرے گناہ معاف کئے گئے۔ تب تک اور کوئی وسیلہ اور ذریعہ نہیں ہے جس سے معلوم کرسکے کہ وہ گنہگار کس طریقہ سے معافی حاصل کرسکتا ہے۔ اور اگر وہ کلام آلہی کے طریقوں کے موافق عمل کرتا ہے تب دل میں گواہی آتی ہے کہ میں معاف کیا گیا اور تب پوری تسلی اُس کو ملجاتی ہے۔ اور یہہ باتیں صرف کتاب مقدس یعنے بیبل سے ملتی ہیں۔ اور دوسرا اور کوئی طریقہ اور راہ نجات نہیں ہے جس سے گنہگار انسان گناہ کے عذاب سے بچ جاوے اور ابدی نجات حاصل کرے۔ اس کلام خدا میں طریقہ بتلایا گیا ہے۔ کہ انسان خداوند مسیح پر ایمان لاکر صرف اس کے وسیلہ سے نجات پاسکتا ہے۔ کیونکہ انسانوں کو صرف یہی ایک نام بخشا گیا ہے۔ جس سے لوگ نجات حاصل کریں کیونکہ اس نے گنہگاروں کو بچانے کے واسطے کفارہ دیا ہے۔ البتہ انسان اپنے گناہ کے باعث پشیمان ہوتا اور گھبراتا ہے کہ ہائے اب میں کیا کروں۔ اور اپنی عقل سے طرح بطرح کے طریقہ ایجاد کرتا ہے کہ جس سے وہ گناہ سے معافی حاصل کرے اور دل میں تسلی پاوے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ انسانوں کی ساری ترکیبوں اور بندوبست سے کچھ بھی تسلی اور دلی آرام حاصل نہیں ہوتا ہے۔

باقی آئندہ

میاں بیوی کا دینی مناظرہ

گزشتہ سے پیوستہ

میاں:- میں نے پڑھا ہے کہ پولوس نے استیفان کے بچوں کو بپتسمہ دیا تھا۔

بیوی:- میں آپ کو صلاح دیتی ہوں کہ آپ بائیبل کے علم کا جھوٹا فخر نہ کیا کریں۔ جس آیت کا آپ کو خیال ہے میں پڑھ دیتی ہوں۔ میں نے استفناس کے خاندان کو بھی بپتسمہ دیا۔ اور ان کے سوا میں نہیں جانتا کہ میں نے کسی اور کو بپتسمہ دیا ہوگا۔ اقرنتیوں ۱: ۱۵ و ۱۶ - پھر اور تم استفناس کے خاندان کو جانتے ہو کہ وہ اخایہ کے پہلے پھل ہے۔ اور مقدسوں کی خدمت کے لئے مستعد رہتے ہیں۔" اقرنتیوں ۱۶: ۱۵- استفناس کے خاندان میں سب کے سب مقدسوں کی خدمت کرنے کے قابل تھے بس بچے اس میں کیسے شامل ہوسکتے ہیں

اب رات بہت ہوگئی ہے بہتر ہے کہ اب گفتگو کو بند کریں اور سو جائیں۔ گڈ نائیٹ۔

بارھواں باب

میاں:- میری عزیزہ میں یہ بات سنکر بہت ہی حیران ہوں کہ تم پھر بپتسمہ پانے لگی ہو۔ اور ایسا کرنا ہماری کلیسیا کی رسومات کی بے عزتی کرنا ہے۔ اُس دن پر افسوس جس دن یہ بپتسمہ والے اس شہر میں آئے۔ کیونکہ شیطان خدا کی بادشاہت برباد کرنے کی ازحد کوشش کررہا ہے۔

بیوی:- میں نے جب میں چھوٹی بچی تھی بپتسمہ لیا تھا۔ لیکن یہ بائیبل کی تعلیم کے مطابق نہیں ہے۔ جیسا میں نے کل رات ثابت کیا تھا۔ اور علاوہ ازیں پانی مجھ پر صرف چھڑکا گیا تھا۔ اور یہ بھی بائیبل کے مطابق نہیں ہے صرف غوطہ دینا ہی بپتسمہ کا اصل طریق ہے۔

میاں:- کیا تمہارا مطلب ہے کہ تمہیں اب غوطہ دیا جائیگا؟ سچ مچ تمہاری عقل میں فتور آتا جاتا ہے۔

بیوی:- اب تک آپ کے ساتھ مجھے دینی مشکل پیش آرہی ہے۔ جو اور بہت سے ایسے شخصوں کیساتھ پیش آتی ہے جو اپنی سمجھ پر زیادہ بھروسہ رکھتے ہیں۔ اگر وہ اپنی سمجھوں اور عقلوں کو خداوند مسیح کے حوالہ کردیں اور اسی سے رہنمائی حاصل کریں۔ تو ایسی ایسی غلطیاں وقوع میں نہ آئیں۔

میاں:- مہربانی سے بتاؤ کہ غوطہ سے بپتسمہ پانے کا حکم بائیبل میں کہاں آیا ہے۔

بیوی:- میں بڑی خوشی سے بتاؤنگی۔ لیکن پیشتر اسکے میں آپ سے ایک سوال پوچھا چاہتی ہوں۔

میاں:- بسر و چشم۔ میں اس مضمون پر ہر ایک سوال کا جواب دینے کو طیار ہوں۔

بیوی:- اصل میں بپتسمہ کس بات کا نشان ہے؟

میاں:- بعض خیال کرتے ہیں یہ نجات حاصل کرنے کا نشان ہے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ٹھیک نہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے؟

بیوی:- ضرورت نہیں کہ میں اپنا خیال آپ کو اس وقت بتاؤں۔ بائیبل سے کوئی مقام پیش کریں۔ جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ نجات حاصل کرنے کا نشان نہیں ہے۔

میاں:- بات یہ ہے کہ ہمارا چرچ (کلیسیا) یقین نہیں کرتا کہ یہ نجات حاصل کرنے کا نشان ہے۔ اور ایسا ہی میں بھی مانتا ہوں۔ تمہارے واعظ اس کی بابت کیا کہتے ہیں؟

بیوی:- میں چند آیتیں آپ کے لئے پڑھتی ہوں۔ اپنی بائیبل نکالکر مرقس ۱۶: ۱۶ دیکھیں "وہ جو ایمان لاتا ہے اور بپتسمہ پاتا ہے نجات پائیگا"۔ اس کی بابت آپ کا کیا خیال ہے؟

میاں:- کیا تمہارا ایمان ہے کہ بپتسمہ نجات حاصل کرنے کا نشان ہے؟

باقی دارد۔

شعر وسخن

غزل ثمر

وہ جہان ہی تھا اور جہان اُس ہی سے موجود ہوا اور جہان نے اُسے نہ نہ جانا۔

بتائیں حضرتِ عیسےٰ کو ہم سمجھے تو کیا سمجھے
اُسے ہم ابن مریم پردہ رازِ خدا سمجھے۔
خدا کی شان سمجھے ہم اسے رُوحِ خدا سمجھے
بنائے مغفرت سمجھے اُسے نورِ خدا سمجھے۔
اسی کو حاضر و ناظر اسی کو اوّل و آخر
کلیم اللہ اُس کو اور اُسے سِرِّ خدا سمجھے
مسیحی تجربے سے گر کوئی ہم سے جو پوچھے
دوا سمجھے شفا سمجھے اسی کو رہنما سمجھے۔
یہ موجودات ہیں کن کے ہی تو سارے کرشمے ہیں۔
بنائے زندگی اُس کو اُسے رازِ خدا سمجھے۔
فلک سے قبل کل آئے تولد کی خبر دینے
فرشتوں نے کیا سجدہ جسے سِرِّ خدا سمجھے
خدا کے سامنے کہدیں مسیحی اپنے عیسےٰ کو۔
تجھے ہم وارثِ جنت تجھے مشکلکشا سمجھے۔
ندا یہ تین بار آئی فلک سے نوعِ انساں کو
جہاں اپنا شفیع عیسےٰ کو فرزندِ خدا سمجھے۔
کرشمہ طور کا سمجھے نہ کچھ زیتون کا جلوہ
پہاڑوں پر کھلے جو گل وہ فرزندِ خدا سمجھے۔
ثمرؔ دل کے یاروں سے لگے کہنے سنو خوش ہو
چلے آؤ گنہگارو یسوع کو ہم خدا سمجھے

آر۔ حاکم رائے۔ ثمرؔ۔ جے پور۔

انتخاب الاخبار

بجلی سے نقصان

ولایت سے خبر آئی ہے کہ پچھلے دنوں عجب نار فوک میں بجلی گرنے سے عجیب و غریب نقصان ہوا ہے۔ جس کی کیفیت یوں ہے۔ ایک اسٹیشن کی چھت اڑ گئی۔ دوسرے مقام پر مکان کو بیخ و بنیاد سے اُڑا دیا۔ اس کے فرش کا صفایا کیا پختہ عمارت کو بھی نہ چھوڑا۔ اس کے بعد بجلی کمرہ خوابگاہ میں جا گھسی یہاں کی دیواروں کے کاغذات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ تصویروں کے چوکٹھوں کو توڑ ڈالا شیشوں کے ٹکڑے ٹوٹ ٹوٹ کر فرش پر گر پڑے۔ گو یا بجلی کے گرنے سے ہزاروں روپے کا نقصان ایک آن کی آن میں ہو گیا۔ آخر کار ایک کھلے دروازہ سے نکلکر زمین میں جا گھسی مشہور ہے کہ حادثہ سے چند جانیں بھی ضرور تلف ہوئی ہونگی۔ اخبار عام

ایک لڑکے کا حوصلہ

حال ہی میں بصیرہ میں ایک ہندو لڑکے نے اپنے والد کے اپریشن کی خاطر اپنے دائیں بازو کا گوشت کا ٹکڑا صاحب کے حوالہ کر دیا ہے۔ خبر ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے اپریشن میں کامیاب ہونے کے خیال سے انسان کے گوشت کا ٹکڑا طلب کیا جس کو مریض کی عورت نے اپنے جسم سے گوشت کا ٹکڑہ دینا چاہا۔ گر مریض نے یہ کہکر انکار کر دیا۔ کہ میں اپنے اپریشن میں عورت جاتی کا گوشت لینا نہیں چاہتا۔ اس پر اُس کے ۱۲ سالہ لڑکے نے جو ماں باپ کے پاس ہی کھڑا تھا اپنا گوشت دینا چاہا۔ مگر اُس کے چھوٹے بھائی نے جس کی عمر چھ سال بتلائی جاتی ہے۔ بڑی خوشی سے ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ میرے بھائی کا گوشت نہ لو آپ میرا گوشت لیں۔ ڈاکٹر صاحب بڑے لڑکے کی جرات پر تو حیران تھے۔ اس چھ سالہ بچہ کی بہادری دیکھکر اور بھی عش عش کر اُٹھے۔ آخر بڑے لڑکے کے بازو سے گوشت کا ایک ٹکڑہ لیکر استعمال میں لایا گیا۔ سنجتہ خبر ہے کہ ڈاکٹر لڑکے کو بے ہوش کر کے اُس کے بازو سے گوشت کا ٹکڑہ لینا چاہتا تھا مگر اُس شیر نے بازو سامنے رکھدیا اور کہا کہ آپ جس قدر چاہیں کاٹ لیں۔ چنانچہ ٹکڑا بغیر بے ہوش کرنے کے کاٹ لیا گیا۔ اور لڑکے نے اُف تک نہ کی (ر)

ہندوستان میں شرح سود

اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مصر کی اسلامی مملکت میں جہاں سود کا رواج شرع اسلام کے سخت حکم امتناعی کی رو سے اگر بالکل بند نہیں تو بہت کم ضرور ہونا چاہئے۔ عوام و فلاحین کو ساہوکاروں کی دستبرد سے بچانے کے لئے بذریعہ قانون سازی زیادہ سے زیادہ شرح سود معین کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے تو ہندوستان میں ایسے قانون کی ضرورت کیسی شدید ہونی چاہئے۔ جہاں سود خوار مہاجنوں کا ایک بڑا فرقہ موجود ہے۔ جو شکسپیئر کے مشہور یہودی مہاجن کی جملہ صفات اپنے آپ میں رکھتے ہوں۔ اور سودی لین دین میں مروت و ہمدردی تو درکنار معمولی اخلاق و انسانیت کو بھی بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ آج پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں ایسے فلاکت زدہ اشخاص کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ جو سودی قرضہ کے چکر میں آ کر اپنی ہزاروں لاکھوں روپے کی موروثی جائداد سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور اب مزدوری یا نوکری کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔ ان بد نصیبوں کی زار و نزار حالت پر گورنمنٹ کی بھی توجہ مبذول ہوئی ہے۔ اور اُس نے قانون انتقال اراضی

پاس کرکے ان کی اراضی کو بے درد ساہوکاروں کی گرفت سے بچانے کی کوشش کی ہے۔ مگر قانون کا اثر صرف مزارعہ اراضی پر پڑتا ہے۔ اور جائداد منقولہ و غیر منقولہ تک سود خوار مہاجنوں کا ہاتھ اسی طرح آسانی سے پہونچ سکتا ہے۔ لہذا بہت ضروری کہ ہندوستان میں مصر کی طرح ایک زیادہ سے زیادہ شرح بذریعہ قانون سازی معین کردی جائے۔ تاکہ بجاری سود اور سود در سود کی مدد سے مہاجنوں کو جلد اپنے قرضداروں کے تباہ کرنیکا موقعہ حاصل نہ رہے۔ (رہبیہ اخبار)

جنگ روڈس | روڈس کی محافظ عثمانی سپاہ کا جو حشر رویٹری تار برقی سے معلوم ہوا تھا افسوس ہے کہ وہ صحیح نکلا اور اگرچہ روڈس کی ترک سپاہ کا غنیم کے سامنے تسلیم جھکا دینا عزت و منزلت کیساتھ عمل میں آیا ہے۔ لیکن ایک حقیقت بین شخص اور درد اسلام رکھنے والے دل کو یہ ہزیمت یا قبول اطاعت کسی طرح پسند نہ آسکیگی۔ کیونکہ اس تسلیم نے ایطالیوں کے حوصلے بڑہا دیئے اور اسکے بعد ہی طرابلس الغرب میں بھی انکی طرف سے چند حرکت نمایاں اور شتیقہ میان عمل میں آئیں بہرحال جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔ اب بیانی بیرو ہے اور چونکہ خود ایطالی اسباب کے معترف ہیں کہ ترک سپاہیوں نے جرات و مردانگی میں کسی قسم کی کمی نہیں کی اور اسی وقت اطاعت مانی جبکہ ان کیلئے راہ فرار بھی نہ رہی اور اب مقاومت بجز اسکے کہ جان دیتے اور وہ بھی فضول اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ لہذا یہ فعل عثمانی دلیری پر کوئی حرف لا نہیں لاتا انہیں ہم عثمانی ذرائع سے جنگ کی خبر حسب ذیل ہو ذریعہ سلامتی کو خبر ملی کہ مورس سے جو روڈس میں لڑائی کے حالات آئے وہ حسب ذیل ہیں:- لڑائی جمعرات کی شام کو شروع ہوکر رات بھر جاری رہی اور صبح تک برابر طرفین سے خوب مقابلہ ہوا اس اثنا میں چند چھوٹے چھوٹے عثمانی سپاہ کے دستے پسپا کئے جا سکے جنیول نے پہاڑ کی چوٹیوں پر پناہ لی اور وہاں سے غنیم پر سخت آتشباری کر سکے ...۳ سپاہی قتل و زخمی کئے۔ مگر جنرل ایجلو نے ایک اتحت فوج کی کثرت کیوجہ سے اس تھوڑی سی ترکی محافظ سپاہ کو ہر طرف سے گھیر لینے میں کامیاب ہوگیا اور ترک سپاہ کو بجز اسکے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ اپنی پناہ کی جگہوں کو چھوڑ کر آگے بڑہے۔ چنانچہ وہ آگے بڑہی اور بڑہتے بڑہتے ایسے موقعہ میں پہونچگئی جو ایطالی جنگی جہازوں کی گولہ باری کا دائرہ تھا اور یہ سکو گھیر گئے اور وہاں بڑی بہادری کیساتھ لڑتے رہے یہانتک کہ نصف کے قریب فوج ختم زخمی ہوگئی اسوقت افسر ترکو اسکے سوا کوئی علاج نظر نہ آیا کہ اب دشمن کی اطاعت مان لیں چنانچہ جنرل عبد اللہ بے ترک سپہ سالار نے ایطالی سپہ سالار سے اسبارہ میں گفتگو کی اور اپنے ساتھی ماتحت افسروں کے اصرار سے جو لڑائی کے عبث اور اپنی جانبازی کے بے نتیجہ ہونیکی تائید کر رہے تھے قبول اطاعت کا پیام بھیجا۔ جنرل ایجلو نے جونہی یہ مژدہ جانفزا سنا کہ ترک سپاہ اطاعت مانتی اور جنگ سے دستکش ہوتی ہے وہ ایسا مسرور ہوگیا کہ اسنے پیام کو منظور کرنے کے علاوہ اپنی طرف سے یہ مزید آسانی پیش کردی کہ ترکونکی اطاعت کامل فوجی اعزاز کیساتھ منظور ہے اور انکے افسر ذکورہ افعت و جانبازی میں نمایاں جوہر دکھانیکی وجہ سے تلواریں باندہے رکھنیکی اجازت ہوگی تمام جنگی نامہ نگار ترکی افسروں کے اس فعل کو بنظر تحسین دیکھتے ہیں کیونکہ اسوقت بھی مقابلہ کرتے رہنا سخت جنون اور وحشت کی کارروائی تھی اور بجز اسکے کہ تمام فوج کٹ کر ڈھیر ہو جائے اور کچھ نتیجہ نہ تھا۔ دشمن نے عثمانی سپاہ کی واپسی کا راستہ بالکل بند کردیا تھا۔ کیونکہ اسکے پاس کثیر سپاہ موجود تھی اور ترک سپاہ دھکیل کر ایسے مقام تک لے آئے گئے تھے جہاں وہ جنگی جہازوں کی گولہ باری کے پوری طرح نشانہ بن رہے تھے۔

خبر ہمن اخبار ناجیلاط کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ترک سپاہ کے افسرونکی نہایت تعظیم اور مدارت کیگئی جسوقت وہ ایطالی سپاہ کے روبرو ہوکر گذر رہے تھے تمام ایطالی سپاہی انکو سروقد تعظیم دیتے تھے اور فوجی سلام کرتے تھے۔ نامہ نگار اخبار طان لکھتا ہے کہ تمام ترک سپاہی اور افسر جنہوں نے ہتھیار رکھدیئے وہ شمار میں سات سو سے کچھ زیادہ تھے اور روڈس کی محافظ ترکی سپاہ کل ۱۵۰۰ سے کچھ زیادہ ہی ہوگی اس حساب سے گویا آدہی فوج ملکی محافظت پر

[illegible] (وطن)

دیگر کتب

حل مشکلات	پروفیسر جیمس آر صاحب حصہ اوّل - ۶ ر +
تحقیق بائبل	مصنفہ مرقس ڈاڈز صاحب - ۴۰ ر +
طالبان حق	کینن فیر صاحب ڈی - ڈی - ۹ ر +

سوال وجواب

فارسی اردو	قیمت	۶ پائی +
رومن اردو	"	۶ پائی +
گورمکھی	"	۶ پائی +
بچّوں کی پرورش	"	۱ر +
تواریخ بائبل	"	۱۶ر +
حیاتِ مسیح	"	۱۲/ر +
مسیح کا نمونہ	"	۸ر +
سبد غزلیں اُردو	"	۱ر +
گورمکھی	"	۱ر +

۱- اسلام میں مسیح ۱ر
۲- ینابیع القرآن ۳ر
۳- بائبل یا قرآن ۱۰ر
۴- شیٹو کے دس اوتار ۲ر
۵- آواگون یا آئندہ زندگی ۱ر
۶- تناسخ کا کھنڈن ۱۲ر
۷- سیر ہند معہ تصویرات اُردو ۸ر

کوئی گھر ان سے خالی نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ان کے مطالع سے ہر گھر کے لئے امداد مل سکتی ہے +

۱- رامپال سنگھ رومن اُردو ۸ر +
۲- تلاش حق اُردو و رومن اُردو ۳ر ۶ر +
۳- دولت لازوال اُردو ۳ر - ۸ر - رومن اُردو ۸ر +
۴- عزّت بے مثال اُردو ۳ر - ۵ر - رومن اُردو ۸ر +
۵- اصلاح اخلاق ۴ر +
۶- ہند کی افلاس کا انسداد ۱ر +
۷- شادی کی بابت خیالات ۱ر +
۸- سچّی اور جھوٹی خیرات ۳ پائی +
۹- صفائی کی ضرورت ۳ پائی
۱۰- رہنمائے تعلیم رومن اُردو ۴ر

خضاب لاجواب

دلپسند خاص و عام

یہہ تیل ہے تھوڑا سا شیشی میں سے نکالکر سفید بالوں پر لگا دو لگاتے ہی سفید بال کالے بھورے ہوجاتے ہیں بال ایسے کالے اور چمکدار معلوم ہوتے ہیں جیسا اٹھارہ برس کا جوان ہر ہفتہ میں ایک بار اگر اس نایاب تیل کو سر کے پر یا ڈاڑھی یا مونچھ پر لگایا جاوے وہ آدمی ہمیشہ خلایق کی نظروں میں جوان معلوم ہوگا۔ نہایت پختہ رنگ عجیب تیل ہے۔ ایک آدمی کے لئے ایک بکس چھ ماہ تک چلتا ہے +

قیمت فی بکس ایک روپیہ (عہ) آرڈر بذریعہ وی۔ پی آنے چاہئیں +

ملنے کا پتہ حضرت مولانا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ صاحب ہمدانی مالک کارخانہ خضاب لاجواب پوسٹ ماندوی نمبر ۳ بمبئی

مخزنِ مسیحی

یہہ رسالہ ہر ماہ پہلی اور پندرہ تاریخ بزبان انگریزی اور رومن اردو میں الہ آباد سے شایع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں کرسچن ایڈیٹوں کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شایع ہوتے ہیں +

چندہ سالانہ بموجب تنخواہ خریداران کے ۱۲ آنے سے لیکر دو روپیہ تک ہے۔ نمونہ اڈیٹر مخزن مسیحی فتحپور جسوا یو۔ پی سے طلب کر سکتے ہیں +

ایم ایم کاپتی کی کمپنی

سنگ مرمر و ٹلہا کا بیوپاری

زمین و دیوار اور فرنیچر کے لائق سفید اور وینیسی لادیاں (؟) کی رنگین اور لال لادیاں و منگلوری ٹلہا اور سنگ مرمر کے چوکھٹے۔ پارٹ لینڈ لینڈ سیمنٹ وغیرہ ہمارے یہاں یکجائی اور علیحدہ علیحدہ بھی کفایت کے نرخ سے ملینگے +

ملنے کا پتہ

ایم۔ ایم کاپتی اینڈ کمپنی نمبر ۴ کسٹم ہاوس روڈ سرکل بمبئی

یہہ کتابیں کرسچن بُک سٹور لودیانہ معرفت پادری ای۔ ایم ویری صاحب آنریری سکرٹری سی۔ ایل۔ ایس بذریعہ وی۔ پی یا نقد قیمت پر مل سکتی ہیں



پچیس برس کی پرانی اور جہان مشہور دوکان فقط تھوڑے عرصے کے لئے بجاؤ گھٹا دیا ہی +

جیبی گھڑیاں

میٹل خیاط واچ قیمت ۳؎
میٹل سورج واچ قیمت للعہ گارنٹی ۲ برس
میٹل سیسی پی واچ قیمت صہ گارنٹی ۳ برس
میٹل پروائزر واچ۔ قیمت ۴؎ گارنٹی ۵ برس
میٹل برانٹیو واچ۔ قیمت معہ گارنٹی ۵ برس
یہہ گھڑیاں موگرے کی چابی والی اور دیکھنے میں نہایت خوبصورت ہیں +
میٹل ۸ دن کی چابی کی جیبی گھڑی قیمت معہ
چاندی کی ۸ دن کی چابی کی جیبی گھڑی قیمت لعہ
ان کے علاوہ ٹائم پیس عہ سے لیکر ۶۵؎ تک کی قیمت کے ہیں +
چاندی میٹل سونا ہر ایک سائز کی جیبی گھڑی ۳؎ سے لیکر ہزار ۵۰۰؎ تک اور دیوار پر لگانیکے کلاک اور بیٹھک کلاک صہ سے لیکر ۳۰۰؎ تک ملیں گے +
زیادہ کیفیت کیلئے فہرست باتصویر مفت بھیجی جاتی ہی
مال بذریعہ وی۔پی روانہ کیا جاتا ہی بیوپاریوں کو پورا کمیشن دیا جائیگا +

ملنے کا پتہ چنی لال چھگن لال
بمقام ۲۸۸ عبدالرحمٰن اسٹریٹ بمبئی

ڈاکٹر ایس۔ کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ میں گرمی دمرد کچھ نہیں ہوگی زبعمل ستانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی یہ دوائی برسوں سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں مقدار اور وزن میں گویا برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے۔ قیمت سولہ گولیوں کی ڈبیہ (۵/) ایک سے چھ ڈبیہ تک محصول ڈاک پانچ آنہ (۵/)

درد اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں پہاڑ ہوجاتا ہی۔ یہ دوا لحظہ میں اسکو پانی کردیتا ہی۔ درد ریاح جیسے ٹیس چمک ٹیک رگوں میں لہریں۔ کن گٹی سے جو کہیں ہو تو اس دوا سے فوراً آرام ہوجاتا ہی۔ درد وغیرہ نصف سرچہ ہو دور ہوجاتا ہی۔ قیمت ۱۲ ٹکیوں کی چھ آنہ محصولڈاک ایک سے چھ ڈبیہ تک ۵ ۲ آنہ +

المشتہر
ڈاکٹر ایس۔ کے برمن ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

پرسبیٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہی اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہی۔ اور بچے بھی جگہ جگہ سے سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں ۱۸ برس میں اس فنڈ نے ۸۰ ہزار روپیوں سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہی اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آچکے ہیں جس حساب سے اب بنک میں ۳۴ ہزار روپیہ نقد موجود ہی ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہوسکتا ہی۔ اور نئے پراسپکٹس (اردو و انگریزی) منیجنگ ڈائرکٹر پادری والٹر جے کلارک ایم۔اے نولکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں +

گوتم راؤ کیشو اوشدھالیا

میں

بنائی ہوئی دوائیاں

مشہور ڈاکٹر رامن گوپال کا آیوڈائڈ ملا ہوا

سارساپریلا

یہہ جہان مشہور سارساپریلا بہتیری دوائیوں سے تیار کرنے میں آیا ہی کہ جو دوائیاں بگڑے ہوئے خون کو درست کرکے اسکو بڑھاتی ہیں چونکہ خون ہی انسان کی زندگی ہی تو اسکے بگڑنے پر ہر قسم کے عارضے پیدا ہوجاتے ہیں۔ اس میں کچھ اندیشہ نہیں۔ یہہ سارساپریلا خون بگڑنیکی وجہ سے پیدا ہوتا ہی اور دیگر قسموں کے امراض پر اپنا پورا پورا کمال رکھتا ہی اور ان سے پیدا ہونیوالی بیمقدار بیماریاں لقوا گٹھیا منہہ اور بدن کے دیگر حصوں پر داغ پڑنا۔ یادداشت میں کمی ہونا چیچک کی طرح کے پھوڑے ہونا ہتھیلی اور پاؤں کے تلووں میں کالے پھوڑے ہوجانا اور سیاہ داغ پڑنا۔ تالو منہہ یا گلے میں سوراخ ہوجانا۔ ہاتھ پاؤں کی طاقت میں کمی ہونا بدن کا آماس کرآنا اور جلنا خون بگڑنے سے کھجلی پیدا ہوجانا داد اور پھوڑے ہونا آنکھ سر اور ہاتھ پاؤں کا جلنا پیشاب کے مقام میں جلن ہونا دیگر پرانے چڑے عارضوں پر یہہ سارساپریلا بہت فائدہ مند ظاہر ہوا ہی قیمت فی شیشی عہ محصولڈاک ۶؍ +

ملنے کا پتہ گوتم راؤ کیشو
کا دواخانہ ٹھاکر دوار۔ بمبئی

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نورافشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام وائلی برادرز چھپا